

انسان کے اچھے اور برے اخلاق کی بنیاد بچپن ہی سے پڑتی ہے۔ بچپن ہی میں بچے کی صحیح تربیت ہو جائے اور اسے تہذیب و اخلاق کے سانچے میں ڈھال دیا جائے تو وہ تادم زیت نیک رہے گا۔ عربی کا مقولہ ہے:

العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر
بچپن کی تعلیم ایسے ہوتی ہے جیسے پتھر پر نقش
اور ایک عربی کے شاعر نے کیا ہی خوب ترجمانی کی ہے کہ:

ارانی انس ما تعلمت فی الکبر
ولست بناس ما تعلمت فی الصغر
میں نے جو تعلیم بڑی عمر میں حاصل کی وہ بھول جاتا ہوں اور جو چھوٹی عمر میں سیکھا نہیں بھولا۔

اس حقیقت کو محسوس کرتے ہوئے والدین پر لازم ہے کہ وہ حقوق الاولاد کا پورا خیال رکھیں۔ بچے کو شروع دن سے ہی توحید کا سبق ذہن نشین کرانیں سنت کی اہمیت کو اجاگر کر کے بچے کو اس پر عامل بنانے کی سعی کریں۔ سچ بولنے کی تلقین کریں اور جھوٹ سے نفرت دلائیں، امانت و دیانت اور تقویٰ و پرہیزگاری کے واقعات سے بچے کی روحانی تربیت کریں۔ گھر کا ماحول پرسکون اور دینی ہونا چاہئے۔ بچوں کے ساتھ ہمیشہ دوستانہ ماحول میں رہ کر اس کی تربیت کی جائے۔ بے جا ڈانٹ ڈپٹ سے گریز کیا جائے اور احسن انداز سے بچوں کی غلطیوں کی اصلاح کی جائے۔ تربیت اولاد کا اہتمام وقتی اور ہنگامی نہ ہو بلکہ ہمہ وقتی ہو۔ تفسیر ابن کثیر اور معالم التزیل میں یہ روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ایک بشارت دینے والے کے ہاتھ اپنا قمیص دے کر بھیجا۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس انتہائی مسرت کے موقع



قرآن کریم میں ایک مقام پر فرمایا:
واعلموا انما اموالکم واولادکم

اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ (آزمائش) ہیں۔ (انفال: ۲۸)
آزمائش اس لئے کہ بسا اوقات انسان مال و دولت کی خاطر اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے اور بیوی بچے بھی پیسے کی ریل پیل میں گم ہو کر دنیا کی رنگینی میں محو ہو جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ناخلف اولاد شریف والدین کی جگہ ہنسائی کا باعث بنتی ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروہم
بے شک تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں تو تم ان سے ہوشیار رہو۔ (نساء: ۱۴)

ان فرامین کو پیش نگاہ رکھ کر والدین کو اولاد کی تعلیم و تربیت میں گہری دلچسپی لینا چاہئے۔ بالخصوص ماں کا فرض زیادہ بنتا ہے کیونکہ ماں کی گود پہلا مدرسہ ہے جہاں سے بچے کی تربیت کا آغاز ہوتا ہے مثل مشہور ہے کہ:

”گود یوں کے بنائے ہوئے کبھی نہیں بگڑتے اور پوتروں کے بگاڑے کبھی نہیں سنورتے“

تربیت اولاد، والدین کی اہم ذمہ داری ہے اسے حسن و خوبی سے ادا کرنا چاہئے۔ بہت سے والدین اس سلسلے میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور پھر انہیں اس کا خمیازہ جھگٹنا پڑتا ہے بچے کی اچھی تعلیم و تربیت والدین کی نیک نامی کا باعث بنتی ہے۔ چنانچہ والدین کو اپنی اولاد کے اخلاق و کردار کی درستی میں پوری توجہ مبذول کرنی چاہئے۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے:

یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا و قودھا الناس والحجارة
اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ (تحریم: ۶)

اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے اسی صورت میں بچایا جاسکتا ہے کہ ان کی صحیح دینی تعلیم و تربیت کی جائے۔ خود بھی اور اہل خانہ سے بھی نیکی کے کام کروائے جائیں۔ نماز، روزہ اور دیگر اسلامی احکامات پر ان سے عمل کرایا جائے اور منافی و منکرات سے انہیں روکا جائے۔ نبی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

تم میں ہر شخص حاکم ہے اور اپنی رعایا کے بارے جواب دہ بھی۔ آدمی اپنے گھر کا حاکم ہے اور عورت اپنے گھر اور اولاد پر حاکم ہے۔ پس تم سب لوگ حاکم ہو اور تم سب سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (صحیح بخاری ص ۱۵۹)

پر بھی اپنی اولاد کی دینی زندگی کے متعلق دریافت کیا اور قاصد سے پوچھا کیف تو کہنے یعنی تو نے اس کو کس حال میں چھوڑا ہے۔ اس نے کہا تو کہنے ملک مصر میں نے اس کو مصر کا بادشاہ دیکھا ہے۔ فرمایا لا اسئلک عن ذالک بل اسالک علی ای دین تو کہنے، میں اس کے متعلق نہیں دریافت کرتا بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ اس کی دینی زندگی کیسی ہے۔ یہ ہے وہ فکر جسے لائق والدین کو اختیار کرنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ادب ابنک فانک مسئول عنه ماذا ادبتہ وماذا علمتہ (تحفة الودود، ابن قیم ص ۱۶۴)

تم اپنی اولاد کو اچھا ادب، اچھی تعلیم دو، کیونکہ بروز قیامت ہر باپ سے اولاد کے متعلق سوال ہوگا کہ تم نے اس کو اچھا ادب اور اچھی تعلیم سے آراستہ کیا تھا یا کر نہیں؟ بسا اوقات والدین کی بے توجہی اور ناقص تربیت اچھے بھلے بچے کو ٹیڑی راہوں کا مسافر بنا دیتی ہے۔ ان حالات میں لاکھ کوشش کر لی جائے وہ بچہ نہیں سدھرتا۔ اس موقع پر والدین اولاد کی نالائق کا شکوہ کرتے ہیں اور بچے کی بے راہ روی کا رونا روتے نظر آتے ہیں۔ اپنی تمام تر غلطیوں کا بار بچے پر ڈال دیتے ہیں۔ یہ نہایت غیر دانش مندانہ حکمت عملی ہے۔ بچے کی بہترین تربیت کیلئے رزق حلال کے ساتھ پرسکون اور پاکیزہ ماحول بھی ضروری ہے۔ امیر المومنین حضرت عمرؓ کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے اپنے بیٹے کی شکایت کی کہ یہ میرا کہنا نہیں مانتا اور میرے حقوق ادا نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ نے بیٹے کو بلا کر سمجھایا اور باپ کے ساتھ وفادار رہنے کی تلقین کی۔ بیٹے نے کہا کہ باپ پر کچھ اولاد کا بھی حق ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ

تین حقوق ہیں، ۱۔ باپ کا فرض ہے کہ امت محمدیہ میں ترقی کیلئے بہترین عورت سے شادی کرے۔ ۲۔ جب بچہ پیدا ہو تو بچہ کا اچھا نام رکھے۔ ۳۔ بچے کو قرآن کی تعلیم دے۔ اب اس بیٹے نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے باپ نے ان تینوں میں سے کوئی بھی حق ادا نہیں کیا۔ (۱) میری ماں ایک نجوی و جشی لونڈی ہے (۲) اس نے میرا نام کھٹل رکھا ہوا ہے (۳) اور اس نے مجھ کو قرآن کا ایک حرف بھی نہیں سکھایا۔

حضرت عمرؓ یہ سن کر اس باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تو اپنے بیٹے کی نافرمانی کا شکوہ لے کر آیا ہے حالانکہ تو نے خود اس کا حق تلف کیا ہے اور اس کے برے سلوک سے پہلے خود تو نے اس کیساتھ برا سلوک کیا ہے (کنز العمال) اس دور ظلمت میں اس طرح کتنے والدین ہیں کہ جو اولاد کے معاملے میں اس طرح کا رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔ آج اگر اولاد بد تہذیبی کا شکار ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ آئیے اپنے بچوں کو دین کی طرف راغب کریں اور ان کی اسلامی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت اٹھانہ رکھیں۔ قرآن و حدیث میں اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اذا افصح اولادکم علموا لا اله الا الله

جب بچہ بولنے لگے تو اسے لا اله الا الله سکھاؤ اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو اسے نماز کی تعلیم دو۔

ایک اور فرمان نبوی ہے:

مروا اولادکم بالصلوة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر سنين وفرقوا بينهم في المضاجع

جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور اگر دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑھیں تو انہیں مارو اور اگر لگ لگ سلاؤ۔ (ابو داؤد، جلد اول ص ۲۲۷)

ایک حدیث میں ہے کہ اگر مولا اولاد کم واحسنوا دینہم

اپنی اولاد کو عزت سے رکھو اور ان کو اچھا ادب سکھاؤ (ابن ماجہ ۳/۲۸۵)

آقائے کائنات کا ایک فرمان یہ ہے:

لان يودب الرجل ولده خير من ان يتصدق بضاع

آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا اس بات سے بہتر ہے کہ ایک صاع صدقہ کرے (ترمذی جلد اول ص ۷۰۳)

ترمذی شریف میں ہی روایت ہے کہ مانحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن کسی باپ نے اولاد کو اچھے ادب سے بڑھ کر کوئی انعام نہیں دیا۔

ایک موقع پر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اولاد کے حقوق والدین پر یہ ہیں کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کا بہتر نام رکھے اور جوانی پر اس کی شادی کر دے اور اسے قرآن کی تعلیم دلائے (کنز الاعمال ۴۲۸/۶)

تربیت اولاد کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ اولاد کے ساتھ مساوی سلوک کیا جائے بعض والدین بیٹے کے ساتھ زیادہ محبت کرتے ہیں اور بیٹی کو نظر انداز کر دیتے ہیں جبکہ دیکھنے میں یہ چیز آئی ہے کہ بیٹیوں کی نسبت بیٹیاں والدین کا زیادہ خیال رکھتی ہیں۔ علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا بیٹا آ گیا تو اس نے اس کو چوما اور گود میں بٹھایا اور پھر اس کی لڑکی آ گئی اس نے اس کو ایک طرف کر دیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ تم نے بڑی نا انصافی کی، بوسہ لینے میں بھی

بقیہ: وجہ بدعت ہے

لوگ یہود و نصاریٰ سے زیادہ اجتہاد اور محنت کرنے والے ہیں بلاشبہ یہ لوگ گمراہ ہیں (ایضاً) ائمہ تابعین کرام میں سے تو بعض حضرات نے ان کے وجد کو تصنع اور بناوٹ سے تعبیر کیا ہے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس ذکر ہوا کہ ہمارے یہاں کچھ لوگ ہیں جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ان میں سے ایک کو دیوار پر بٹھا کر اس پر اول تا آخر قرآن پڑھو اگر وہ وجد کی وجہ سے دیوار کے نیچے گر جائے تو سچا ہے۔ ابو عمرو فرماتے ہیں محمد بن سیرین کا موقف یہی تھا۔ کہ یہ سب کچھ تصنع اور بناوٹ ہے جس کا حق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں (تلمیس ابلیس: ۲۸۷، والا اعتصام ص ۱۸۷)

امام حسن بصری رحمہ اللہ کی مجلس میں ایک شخص اونچی اونچی رونے لگا انہوں نے فرمایا: یہ شیطان ہے جو رو رہا ہے۔ (ایضاً) یہ تمام آثار اور نصوص واضح کرتے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام صوفیوں کے وجد کو اچھا خیال نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس کو تصنع اور بناوٹ پر محمول کرتے تھے (ڈرامہ سمجھتے تھے) اور ایسا کرنے والوں کی مجلس سے اجتناب کا حکم کرتے اور انہیں گمراہ سمجھتے تھے۔ امام ابن جوزی فرماتے ہیں وجد میں ان حضرات کا شور شراب کرنا اور ضبط ظاہر کرنا خود ساختہ ہے۔ اور ان کے اس فعل پر شیطان ان کا معاون اور مددگار ہوتا ہے۔

نیز اگر ان کے پاس علم کی قوت ہوتی تو یہ ایسی حرکات سے باز رہتے۔ اور پھر ان کا یہ وجد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کرام رحمہم اللہ کے طریق کے خلاف ہے۔ (تلمیس ابلیس: ۲۹۰) یہ ہے مفتی صاحب کے وجد کی کیفیت جو اس کو تسلیم نہیں کرتا موصوف کے نزدیک اس نے معاذ اللہ خالص کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی نشر زنی اور فتویٰ بازی سے پناہ میں رکھے (آمین)

ہے ہی آخرت میں بھی ان کیلئے رفع درجات کا باعث ہوگی۔ نبی علیہ السلام کا فرمانِ ذیشان ہے کہ ان الرجل ليرفع درجته في الجنة (ابن مساجہ جلد ۳ ص ۲۵۳) بے شک آدمی کے جنت میں درجات بلند کئے جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے یہ کیسے ہوا تو اس کا جواب دیا جاتا ہے باستغفار و لشدک لک۔ تیری اولاد کے سبب جو تیرے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے۔

صحیح مسلم شریف میں نبی علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، دوسرا وہ علم جس سے لوگ فائدہ حاصل کریں، تیسرا ولد صالح بدعوہ لہ نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔ (مسلم ۲۵۷/۴)

قرآن حکیم میں عباد الرحمن کی یہ دعا منقول ہے کہ:

ربنا هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماما (فرقان: ۷۴) اے ہمارے رب ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو پرہیز گار لوگوں کا پیشوا بنا۔

کسی بھی انسان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون اسی صورت میں متوقع ہے جب اس کے اہل و عیال نیک ہوں گے۔ اور اس کیلئے ضروری ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت عمدہ طریقے سے کی گئی ہو۔ اس مادہ پرستی کے دور میں جب کہ انسان مال و زر کی ہوس میں اخلاقی قدریں کھو بیٹھا ہے، اور نسل نو نے بھی ترقی کی دوڑ میں تہذیب و ادب کی حدیں توڑ ڈالیں ہیں اگر والدین سکھ کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو وہ اپنی اولاد کی تربیت خالص دینی تعلیم کے تحت کریں اسی میں ان کی راحت و شادمانی کا سامان ہے۔

اولاد کے درمیان عدل ضروری ہے (تحفة الودود ص ۱۶۶)

نبی علیہ السلام کی سیرت ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ آپ نے زندگی کے ہر معاملے میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ خادم رسول حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دس سال رہا اور آپ نے کبھی مجھے اف تک نہ کہا۔ آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم ملازم یا بچوں کی ذرا سی بات پر آپ سے باہر ہو جاتے ہیں اور اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ اس کا بچے کی تربیت پر برا اثر پڑے گا۔ بچوں کے ساتھ نرم خوئی اور شفقت سے پیش آنا چاہئے۔ ایک بار اقرع بن حابس نے نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ حضرت حسنؓ کا بوسہ لے رہے ہیں تو وہ کہنے لگے میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: من لا یرحم لا یرحم جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا (تحفة الاولاد لابن قیم ۱۶۲)

لڑکیوں کی تربیت کے متعلق نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے اور ان کو اچھی تہذیب و ادب سے آراستہ کرے، ان کے ساتھ رحم کا سلوک کرے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی خدمات سے (تعلیم اور شادی وغیرہ کے بعد) بے نیاز کر دے تو ایسے شخص کیلئے اللہ تعالیٰ جنت واجب کر دے گا۔ یہ ارشاد سن کر ایک صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اگر دو لڑکیاں یا دو بہنیں ہوں تو ان کی پرورش اور خدمت کا کیا صلہ ہے۔ آپ نے فرمایا اگر دو ہیں تو ان کی پرورش اور صالح تربیت کی بھی یہی فضیلت ہے (مشکوٰۃ المصابیح)

بلاشبہ اولاد کی صحیح تربیت بہت بڑی سعادت ہے جو والدین کیلئے دنیا میں نیک نامی کا باعث تو